ارشاداتِ مفکرِ اسلام قائد جمعیۃ العلماء اسلام مولانا مفتی محمود مدظلہ

ضبط و ترتیب : سمیع الحق

نفاذِ شریعت کا فریضہ

اور

ہماری ذمہ داریاں

تبلیغِ دین میں کوتاہی کے اسباب اور اسکا علاج

ہری پور سنٹرل جیل میں زمانۂ اسارت کے دوران حضرت مولانا مفتی محمود صاحب مدظلہ قائد قومی اتحاد و سربراہ جمعیۃ العلماء اسلام نمازِ جمعہ سے قبل دو ڈھائی ہزار اسیرانِ شریعت سے پُر حکمت خطاب فرماتے۔ ۱۵ر اپریل ۱۹۷۷ء جمعۃ المبارک کو کی گئی یہ تقریر ایڈیٹر الحق نے اسارتِ ہری پور کے دوران قلمبند کی اور اسے حتی الوسع حضرت مفتی صاحب کے الفاظ میں پیش کیا جارہا ہے۔ نظامِ شریعت اسلامیہ کے قیام و نفاذ کے لئے یہ خطاب پوری ملتِ مسلمہ کیلئے آج بھی دعوتِ غور و فکر اور دعوتِ عمل ہے۔ — ادارۃ الحق —

الحمد للہ وکفیٰ وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ۔ اما بعد۔ فاعوذ باللہ من الشیطان الرجیم بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔

یا ایھا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک فان لم تفعل فما بلغت رسالتہ واللہ یعصمک من الناس واللہ لا یھدی القوم الکفرین۔

محترم بزرگو اور بھائیو! میں نے آپ کے سامنے قرآن کریم کی ایک آیت تلاوت کی ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب فرماکر یہ حکم دیا کہ: بلغ ما انزل الیک من ربک — کہ آپ پہنچادیں ہر وہ حکم ہر وہ بات جو تمہاری طرف نازل کی گئی ہے تمہارے پروردگار کیطرف سے، اے پیغمبرؐ جو جو احکام پروردگار کی طرف سے آپ پر نازل کئے گئے ہیں، وحی کے ذریعہ سے ان احکام کو لوگوں تک پہنچادو۔ وان لم تفعل فما بلغت رسالتہ۔ اگر آپ نے یہ کام نہ کیا اور میرے احکام کو لوگوں تک نہ پہنچایا، تو آپ نے میری رسالت، میری پیغمبری، میرا پیغام لوگوں تک نہیں پہنچایا جو آپ کے ذمہ ایک عظیم کام ہے۔ واللہ یعصمک من الناس۔ اور اللہ آپ کو لوگوں سے بچائے گا۔ ان اللہ لا یھدی القوم الکافرین۔ اللہ تعالیٰ کافروں کو ہدایت نہیں کرتا۔

باقی صــــ پر

اس آیت سے اللہ تعالیٰ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر لازم کر دیا کہ وہ اللہ تعالیٰ کے احکام کی تبلیغ کرے۔ تبلیغ دین اور لوگوں کو معروفات کا حکم کرنا اور برائیوں سے روکنا، یہ پیغمبرانہ مشن ہے۔

میرے محترم دوستو! اگر ایک شخص یہ دیکھتا ہے کہ برائی ہو رہی ہے، لوگ غلط راستوں پر چل رہے ہیں تو فرض ہو جاتا ہے کہ اس برائی کو روکا جائے۔ چنانچہ ایک حدیث میں آتا ہے۔ جناب نبی کریمؐ نے فرمایا:

من رأی منکم منکراً فلیغیرہ بیدہ والا فبلسانہ والا فبقلبہ وذلك اضعف الایمان۔

جو شخص کسی برائی کو دیکھے تو برائی کو اپنے ہاتھ سے بدل دے، قوت اور طاقت سے اس برائی کو ختم کر دے۔ قوت سے نہیں روک سکتا تو پھر اسکو زبان سے بدل دے اور کہے یہ برائی ہے۔ اس کو چھوڑ دو اگر زبان سے روکنے سے بھی کمزور ہے تو پھر دل سے اسکو بُرا مانے یہ کمزور ترین ایمان ہے۔

اور فرمایا کہ اس کے بعد دل میں بھی بُرا نہیں سمجھتا تو اس کے دل میں کوئی ایمان نہیں یعنی رائی کے برابر بھی ایمان نہیں۔ غرض یہ کہ ایک شخص برائی کرتا ہے۔ دوسرا اسے روکے گا تو پھر برائی ختم ہو گی اور اگر کوئی ایسا نہ کرے تو برائی بڑھتی جائے گی۔ قرآن کریم میں بنی اسرائیل کا واقعہ ذکر ہے۔

وسئلهم عن القرية التي كانت حاضرة البحر اذ يعدون في السبت اذ تأتيهم حيتانهم يوم سبتهم شرعا ويوم لا يسبتون لا تأتيهم كذلك نبلوهم بما كانوا يفسقون۔

اے میرے پیغمبر ذرا ان سے پوچھیں کہ اس بستی کے لوگوں کا حال کیا تھا جو سمندر کے کنارے پر تھی، یہ بنی اسرائیل کی بستی تھی، اللہ تعالیٰ نے اس بستی والوں کو ان کے دین کے مطابق ہفتہ کے دن مچھلیوں کے شکار سے روک دیا۔ لیکن منع کرنے کے باوجود انہوں نے خیال کیا کہ جب مچھلیاں ہیں تو ہم کیوں شکار نہ کریں، حیلہ تلاش کیا کہ اس کو ہم ہفتہ کے دن بھی کھائیں، لیکن شریعت کی اجازت نہ تھی، ادھر اللہ نے ان کا اس طرح امتحان لیا کہ ہفتہ کے دن مچھلیاں سمندر کی سطح پر اوپر آجاتی تھیں اور باقی دنوں میں غائب ہو جاتی ہیں۔

ويوم لا يسبتون لا تأتيهم۔ جس دن وہ چھٹی نہ کرتے تو مچھلیاں اوپر نہ آتیں۔

تو انہوں نے ایک حیلہ کیا کہ سمندر کے کنارے ایک تالاب بنایا اور اسکی طرف سمندر کے پانی کے لئے راستہ بنایا وہ ہفتہ کے دن تالاب میں چلے جاتے تھے اور شام کو وہ سمندر کے راستہ کا پانی بند کر دیتے تھے وہ واپس سمندر میں نہ جاسکتیں اور اتوار کے دن تالاب سے مچھلیاں پکڑ لیتے، اور پھر چھ دن استعمال کرتے ان کا خیال تھا کہ ہم نے ہفتہ کے دن شکار نہیں کیا۔ لیکن یہ ایک مذاق تھا، واقعہ میں انہوں نے مچھلیوں کو بند

کر کے شکار تو کر ہی لیا، نافرمانی کر لی۔ لیکن اس کے باوجود وہ خوش تھے۔ یہ عمل ان کا جاری تھا کہ اس وقت ایک جماعت نے شکار کرنے والوں سے کہا کہ یہ کیا کر رہے ہو۔؟ تم تو نافرمانی کرتے ہو ان کو منع کرنے کے لئے انہیں مقابلہ میں آنا پڑا، اس دوران میں ایک تیسرا گروہ تھا، انہوں نے منع کرنے والوں سے کہا کہ تم انہیں کیوں روک رہے ہو، اللہ تعالیٰ نے ان کو عذاب دے دینا ہے۔ یہ ہلاک ہو جائیں گے۔ تم کیوں روکتے ہو، لیکن انہوں نے جواب میں کہا :

واذ قالت امة منهم لم تعظون قوماً الله مهلكهم او معذبهم عذاباً شديداً قالوا معذرة الى ربكم ولعلهم يتقون ۔ کہ ہم اپنے پروردگار کے سامنے ایک عذر پیش کرنا چاہتے ہیں اور شاید یہ لوگ اللہ سے ڈرنے لگیں۔

کہ قیامت میں جب پیش ہوں گے اور اللہ تعالیٰ پوچھے گا کہ کیوں نہ روکا تو ہم جواب میں عذر پیش کر دیں گے۔ اور یہ بھی امید ہے کہ یہ لوگ شاید ہمارے کہنے سے رک جائیں۔ تو تین گروپ بن گئے۔ ۱۔ گناہ کرنے والا ۔ ۲۔ روکنے والا ۔ ۳۔ روکنے والوں کو منع کرنے والا۔ مگر یہ بھی اس برائی کو بُرا سمجھ رہے تھے، یعنی خاموش گروپ۔ پھر فیصلہ اللہ کا کیا ہوا۔ اللہ تعالیٰ نے صرف ایک گروہ کو بچایا کہ جو روک رہے تھے۔

نافرمان گروپ اور حکم کی خلاف ورزی کرنے والوں پر بھی عذاب آیا، اور جو خاموش تھے درمیان میں وہ بھی عذاب میں مبتلا ہوئے —— اور وہ گروہ جو اللہ کے حکم سے نافرمانی دیکھ کر مقابلہ میں آیا ان کو بچا لیا گیا۔ ایک حدیث میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک کشتی کی مثال دی ہے دریا میں جس کے دو درجے ہیں ایک اوپر کا ایک نیچے کا۔ کچھ لوگ اوپر سوار تھے، اور قاعدہ ہے کہ کشتی میں سوار ہوں تو دریا سے پانی لینے والے اوپر سے ایک ڈول ڈال کر دریا سے پانی لیتے ہیں۔ اوپر والے تو ڈول ڈال کر نکال لیتے مگر اندر والے اوپر جا کر پانی کے لئے ڈول ڈالتے ہیں۔ تو اوپر والوں نے کہا کہ تم ہمیں ہر وقت پریشان کرتے ہو اس لئے اوپر آنے سے انہیں روک دیا۔ نیچے والوں نے مجبوراً سوچا کہ جب یہ لوگ ہمیں اجازت نہیں دیتے تو ہم نیچے سے کشتی میں ایک سوراخ لگا دیں گے اور اس سے پانی لیں گے۔ انہوں نے کلہاڑا دے مارا۔ تو حضور اقدسؐ نے فرمایا کہ اگر اوپر کے لوگ آکر ان کا ہاتھ پکڑ لیں، انہیں روک دیں تو اوپر اور نیچے والے دونوں غرق نہیں ہوں گے۔ لیکن اگر وہ کہیں کہ یہ ان کا اپنا حصہ ہے ہم کیوں روکیں اور سوراخ کرنے دیا، ہاتھ نہ پکڑا، تو سوراخ سے پانی آکر اوپر اور نیچے دونوں کو غرق کر دیگا۔ یہ مثال حضورؐ نے دی کہ جو لوگ گناہ اور غلطی کرتے ہیں دوسرے لوگوں نے آکر زبردستی نہ پکڑا، برائی سے نہ روکا تو جرم کرنے والے اور جو نہ پکڑیں دونوں غرق ہو جائیں گے۔ اور خدا کا عذاب دونوں پر یکساں آئے گا۔ حضورؐ نے مثال دیکر کتنا واضح فرما دیا کہ کسی برائی والے کو جب بھی دیکھو اس پہ ہاتھ ڈال کر اسے روکو۔ دونوں بچ جاؤ گے۔

ورنہ دونوں نہ بچ سکو گے ۔ اس لئے برائیوں سے روک کر خدا کے احکام لوگوں تک پہنچانا نبوت کا پروگرام اور مشن ہے ۔ جب نبی کریمؐ کی وفات کے بعد اب قیامت تک کوئی نبی نہیں آئے گا ۔ تو اب نبوت کا مشن کون چلائے گا ۔؟ چودہ سو سال تو ہوگئے ، آگے دنیا کب تک رہے گی ۔ تو یہ مشن یہی مسلمان چلائیں گے ۔ جن کے پاس دین ہے علم ہے ۔ وہ اہل ہیں ، پیغمبر کے وارث ہیں ۔ حدیث میں ہے ؛

ان الانبیاء لم یورثوا دینارًا ولا درھمًا ولکن ورثوا العلم ۔ (الحدیث)

مال اشرفی روپے کچھ بھی پیغمبر کے وراثت کا مال نہیں ہوتا ان کی وراثت کیا ہے ؟ علم ! جو ان کے مشن کو آگے چلائے وہی پیغمبر کا وارث ہے ۔ آج خدا کے دین میں احکام میں حیلہ جوئی ہو رہی ہے ۔ جیسے کہ یہودیوں نے مچھلیوں کے شکار میں حیلہ بنایا تو اللہ کا عذاب ان پر آیا ۔ اس طرح اگر تم لوگ آگے بڑھ کر برائیوں کو نہیں روکو گے تو یقیناً خدا کا عذاب سب کو لپیٹ میں لے گا ۔

آج ہمارے ملک پاکستان میں کیا خدا کے دین کے احکام میں حیلے نہیں ڈھونڈے جا رہے ۔؟ کھلم کھلا نافرمانی نہیں ہو رہی ہے ۔؟ اور ہم دیکھ رہے ہیں کہ خدا کا دین آج یہاں پر نافذ نہیں ۔ آپ نعرے تو لگاتے ہیں کہ پاکستان کا مطلب کیا ۔؟ لا الہ الا اللہ ۔ مگر یہ نہیں سوچتے کہ یہاں دین اسلام پر بننے والے ملک میں ایک بھی قانون اسلام کا نافذ نہیں ۔ کیا محمد الرسول اللہ کا ایک حکم بھی نافذ ہوا ۔؟ ایک بتا دو تو میں مانوں ۔ میں کہتا ہوں کہ یہ جو نعرہ پاکستان کا مطلب کیا کا لگا ، یہ نعرہ اصل میں ادھورا تھا ، لا الہ تو کہہ دیا مگر محمد الرسول اللہ نہیں کہا ۔ تو اللہ تو ہے ۔ ایک ہے یہ تو ٹھیک ہے ، اسے عیسائی بھی یہودی بھی مانتے ہیں ۔ پھر پاکستان کا مطلب صرف لا الہ کہہ کر بات کیا ہوئی ؟ جب تک محمد الرسول اللہ کا نظام یہاں نہیں لائیں گے ۔ تو ایمان مکمل نہیں ہوگا ۔ ادھورے کلمے سے کوئی مسلمان نہیں ہو سکتا ۔ یہودی بھی لا الہ کہتے ہیں مگر محمد الرسول اللہ کو نہیں مانتے اگر پورا کلمہ نہیں تو پاکستان کا مطلب حاصل نہیں ہو سکتا ۔ انگریزوں کا قانون یہاں پر رائج ہے ۔ مرزائیوں کا مسئلہ ہے ، منکرین حدیث موجود ہیں یہاں سب کچھ اس وجہ سے ہے کہ ہم نے کلمہ ادھورا پڑھا ہے ۔ جب تک آپ قصد نہ کریں کہ ہم پاکستان میں محمد الرسول اللہ کا نظام لائیں گے اور کفر الحاد اور زندقہ کو اور اس کے نظاموں کو درہم برہم کریں گے ۔ اسلام کا عادلانہ نظام لائیں گے ، اس وقت تک ہمارے مسائل حل نہیں ہوں گے ۔ غرض یہ کہ قرآن کریم کی آیات : یاایھا الرسول بلغ ما انزل الیك من ربك ـــ میں نبی کو حکم ہوا دین کے پہنچانے کا ۔ تو جب انسان دین کے پہنچانے میں کوتاہی کرتا ہے ۔ تو تین وجوہات سے :۔

۱۔ دین کے احکام کو دنیا تک پہنچانے کی اہمیت اور اس کے فرض وجوب اور لزوم کا احساس نہیں ہوتا سوچتا ہے کہ ٹھیک ہے یہ کوئی اتنا اہم مسئلہ نہیں جسے زندگی کا مشن بنا لیا جائے ۔

۲۔ کوتاہی کی دوسری وجہ یہ بھی ہوتی ہے کہ جب آپ پورے دین کو پھیلائیں گے، آپ کیلئے مصیبت بنے گی دشواریوں اور مشکلات کے پہاڑ راستے میں حائل ہو جائیں گے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نبوت سے پہلے لوگوں کے محبوب تھے، ہر دلعزیز تھے، مگر جب آپ نے اللہ کا دین پہنچانا شروع کیا اور اللہ نے حکم دیا کہ: یا ایھا المدثر قم فانذر وربک فکبر — جب یہ بات ہوئی، پھر کیا ہوا؟ اپنے بھی دشمن، گھر میں بھی دشمن، باہر بھی دشمن، اپنے چچا ابولہب ان کے مقابلہ میں میدان میں آئے، آپ کی طرف بلاتے اور ابولہب کہتے: تباً لک الھذا دعوتنا الھذا اجمعتنا۔ ہلاکت ہو آپ کی العیاذ باللہ اس لئے آپ نے اکٹھا کیا تھا۔

اللہ تعالیٰ نے تبت یدا ابی لھب وتب۔ میں اس کا جواب دیا کہ ہلاک ہو گیا ابولہب۔

لوگ راستہ میں کانٹے بچھا رہے ہیں، حرم میں آپ تشریف لے گئے، قرآن مجید پڑھ رہے ہیں، بدبختوں نے آپ کو پکڑ لیا۔ گلے میں چادر ڈال دی اور چادر کو اتنا مروڑا کہ آواز بند ہو گئی، آنکھیں باہر نکل آئیں جناب صدیق رضی اللہ عنہ نے آکر کہا: اتقتلون رجلاً ان یقول ربی اللہ۔ ایسے شخص کو قتل کرنا چاہتے ہو جو صرف اللہ کو اپنا رب پکارتا ہے۔

لوگ انہیں اسقدر پیٹتے کہ خون بہنے لگتا۔ اچھے خاصے خوش وخرم تھے مگر دین کے پھیلانے میں خون بہانے کے خطرات درپیش ہوئے —— تو ان مشکلات کے سامنے کون ٹھہرے، آدمی ہمت ہار جاتا ہے۔ جناب نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام پر مکہ میں ۱۳ سال اور مدینہ میں دس سال جو مشکلات سامنے آئیں اگر میں اسکی تفصیل بیان کروں تو کلیجہ پھٹ جائے، آپ کے ساتھیوں، جانباز اور مخلص سچے ساتھیوں پر جو گذری ان مشکلات کو سن کر انسان گھبرا جاتا ہے۔ باہر نکلو دین کے لئے حق کے لئے تو قید و بند ہے جیل ہے گولیاں چلتی ہیں، آنسو گیس کے سامنے آنا پڑتا ہے۔ لاٹھی چارج ہوتا ہے —— اور گھر میں چونکہ آرام سے بیٹھنا ہوتا ہے، اس لئے لوگ دین پھیلانے کے لئے میدان میں آنے سے اور مقابلہ کرنے سے کتراتے ہیں۔

۳۔ تیسری وجہ یہ ہے کہ جب دین کے نافذ ہونے کی جدوجہد ہو رہی ہو مگر کوئی مانتا نہیں جیسا کہ حضرت نوح علیہ السلام نے ساڑھے نو سو برس تبلیغ کی دین کو پھیلانے کی سعی کی مگر کوئی آدمی مانتا نہیں اور جب بالکل نہیں مانتا حتیٰ کہ اپنا بیٹا بھی کافر ہے تو ایسے وقت مایوسی آجاتی ہے، انسان ہمت ہار جاتا ہے۔ حضرت نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ہمت قابل داد ہے کہ اتنا عرصہ تبلیغ کرتے کرتے بھی مایوس نہ ہوئے، آخر جب وہ قوم عذاب کی مستحق ٹھہر گئی، تب دعا کی کہ: انی دعوت قومی لیلاً ونھاراً فلم یزدھم دعائی الا فراراً۔

میں نے اس قوم کو رات دن بلایا اتنا ہی یہ بھاگے۔

وانی کلما دعوتھم لتغفر لھم جعلوا اصابعھم فی آذانھم واستغشوا ثیابھم واصروا واستکبروا استکبارا۔ جب بھی ان کو دعوت دیتا ہوں یہ انگلیاں اپنے کانوں میں ٹھونس دیتے ہیں، منہ چھپا لیتے ہیں اور کفر پر اصرار کرتے ہیں، نہیں مانتے، یا اللہ اب میں کیا کروں۔؟ تو اس کے بعد انہوں نے کہا اے میرے پروردگار رب لاتذر علی الارض من الکافرین دیّارا۔ یا اللہ ان سب پر عذاب بھیجدے، ساڑھے نو سو برس کی تبلیغ سے بھی یہ ٹھیک نہیں ہوتے۔ تو عذاب آنے لگا مگر ایک بات اللہ نے فرمائی کہ پیغمبرؑ کی طبیعت میں شفقت تھی تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ولا تخاطبنی فی الذین ظلموا انھم مغرقون۔ ان ظالموں کے بارہ میں سفارش مت کرو انہوں نے لازماً غرق ہوجانا ہے، طوفان آیا پانی آیا نوح علیہ السلام کشتی بنا رہے ہیں اللہ تعالیٰ نے حکم دیا تھا کہ جو لوگ آپ کا ساتھ دے چکے ہیں انہیں اپنے ساتھ بچانا۔ فرمایا: واصنع الفلک باعیننا ووحینا۔ ہماری وحی اور ہمارے حکم کیساتھ اسے بناؤ ہم دیکھ رہے ہیں۔ کلما مر علیہم ملأ من قومہ سخروا منہ قال ان تسخروا منا فانا نسخر منکم کما تسخرون۔ گذرنے والے مذاق کر رہے تھے کہ اس دیوانے کو دیکھو کیا کر رہا ہے۔

حضرت نوحؑ جواب میں فرماتے کہ ایک دن ایسا آرہا ہے کہ ہم تمہارے ساتھ مذاق کریں گے۔۔۔۔ نوح علیہ السلام کا اپنا لڑکا کافروں میں تھا، پانی میں ڈوب رہا تھا، تو نوح علیہ السلام نے اس لڑکے سے کہا یا بنیّ ارکب معنا ولا تکن مع الکافرین۔ اے بیٹے ہمارے ساتھ شامل ہوجاؤ کافروں کا ساتھ مت دو۔ اس نے کہا کہ: ساٰوی الی جبلٍ یعصمنی من الماء۔ میں کسی اونچی چوٹی اور پہاڑ کی پناہ لے لوں گا۔۔۔! نوح علیہ السلام نے کہا۔۔۔ قال لاعاصم الیوم من امر اللہ الامن رحم۔ آج اللہ کے عذاب سے بچانے والا اللہ کے سوا کوئی نہیں۔ پھر ایک لہر آئی فکان من المغرقین۔ اور اسے غرق کر کے لے گئی۔ خدا نے نوح علیہ السلام کو منع کیا تھا اور فرمایا تھا کہ تو سفارش مت کر میں تمہیں اور تمہارے اہل کو بچاؤں گا۔ تو نوح علیہ السلام کو تھوڑا سا بہانہ مل گیا کہ بیٹا بھی تو میرا اہل ہے۔ تو اس کی سفارش کی کہ یہ میرا بیٹا بھی میرا اہل ہے۔ ان ابنی من اھلی وان وعدک الحق۔ آپ کا وعدہ سچا ہے مگر آگے سفارش کرنے سے ڈرتے ہیں اور کہتے ہیں۔ وانت احکم الحاکمین۔ فیصلہ آپ کو کرنا ہے، بات تو کر ہی لی۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: قال یانوح انہ لیس من اھلک انہ عملٌ غیر صالح فلا تسئلن مالیس لک بہ علم۔ الآیۃ۔ فرمایا یہ تمہارا اہل نہیں اس کے اعمال تیرے طرح نہیں اس سے یہ بات ثابت ہوگئی کہ ایک سید پیغمبر کی اولاد جب پیغمبر کے طریقوں پر عمل نہیں کرتا اس کا رشتہ پیغمبر سے کٹ جاتا ہے۔ پیغمبر کی اولاد کا رشتہ اسوقت تک قائم رہے گا کہ وہ ان کے طریقوں

پہ چلتا ہے ۔ غرض یہ کہ جب دین کا پھیلانے والا جب منزل پہ نہیں پہنچ سکتا تو مایوس ہو جاتا ہے ۔ ہمت جواب دے جاتی ہے ـــــ تو یہ تین وجوہات ہیں تبلیغ نہ کرنے کی ـــــ اس لئے اللہ تعالیٰ نے جب اس آیت میں دین کو پھیلانے کا حکم دیا تو تینوں کا جواب دے دیا کہ :

۱۔ دین کی تبلیغ کی اہمیت اتنی ہے کہ اگر نہ کیا تو فما بلغت رسالتہ ۔ پیغمبرانہ مشن ناکام ہو جائے گا ۔ تو یہ کتنا اہم مسئلہ ہوا ۔ ؟ اب کیسے اہمیت کا احساس نہ ہوگا ۔ ؟

۲۔ مشکلات ، قید و بند ، قتل و شہادت کا جواب اللہ نے دیا کہ واللہ یعصمک من الناس ۔ لوگ تم پہ غالب نہیں ہوں گے ، خدا تمہاری حفاظت کرے گا ۔

۳۔ اور انکی بات کا جواب کہ لوگ ساتھ نہ دیں گے ، تو کہا کہ تمہارا اس سے کیا کام ۔ یہ تو اللہ کے ہاتھوں میں ہے واللہ لا یہدی القوم الکفرین ۔ کوئی مانے نہ مانے یہ تمہارا کام نہیں ۔ غرض یہ کہ جب آج آپ دین کو عملاً نافذ کرنا چاہتے ہیں شریعت کا نظام لانا چاہتے ہیں تو اس میں کوئی کوتاہی نہ کریں ۔ صرف پیٹ پالنا تو حیوان کا کام ہے ۔ اسے اللہ تم سے زیادہ دیتا ہے ۔ صبح تم بھی اور بیل بھی اکٹھے کھیت میں کام کرنے جاتے ہو ۔ سارا دن تم بھی اور بیل بھی چرتا ہے ، شام کو اکٹھے آجاتے ہو ۔ اور گھر آکر بیل باندھ کر اس کے چارہ پانی ہر چیز کا تم انتظام کرتے ہو تو بیل کے ساتھ برابر کا یا اس سے زیادہ کام کرتے ہو اور کھانا اس کو پہلے ملتا ہے اور تمہیں بعد میں ۔ تو پیٹ پالنا تو کوئی بڑا کام نہیں انسان کا کام دین کو اور دین کے نظام عدل کو پھیلانا ہے ، انسان پہ ظلم ہو رہا ہو ، لوگ ظلم کی چکی میں پس رہے ہوں تو اسلام کا نظام عدل نہیں آسکتا اس کے لئے دن رات ایک کر کے کام کرو گے صحابہ کرامؓ نے قربانیاں دیں ، ۲۳ برس میں دین کو اپنایا اور پھیلایا ۔ الیوم اکملت لکم دینکم و اتممت علیکم نعمتی و رضیت لکم الاسلام دینا ۔ آج میں نے تمہارا دین مکمل کر دیا اور اپنی نعمت تمام کر دی اور تمہارے لئے اسلام بحیثیت نظام حیات کے پسند کر لیا ۔

مشکلات کے باوجود چلنا پڑتا ہے ۔ یہ سیڑھیاں ہیں تم کامیاب ہو گے ۔ گھبرانے کی کوئی بات نہیں ہم نے اللہ کے حکم کے مطابق دین پھیلانے کے لئے تمام قوتیں صرف کرنی ہیں ۔ یہ جیل میں پڑا رہنا تو معمولی بات ہے میں کہتا ہوں دین کے لئے گولی بھی کھانی پڑی تو آپ تیار رہیں گے ۔ (نعرہ تکبیر)

غرض یہ کہ محنت سے قربانی سے گھبراؤ نہیں ، ہمت نہ ہارو اور جو مقصد لے کر آئے ہو اسی کو سامنے رکھو ۔ آپ کہیں گے کہ ۴۰ سال سے ہم لڑ رہے ہیں ایک اچھے نظام کو لانے کے لئے فرنگی نظام کو شکست دینے کے لئے ۔ مگر وہ تو اسی طرح قائم ہے ، فرق یہ ہے کہ فرنگیوں کا رنگ سفید تھا اور یہ کالے ہیں قانون وہی ہے ۔ زبان وہی ہے ، تہذیب وہی ہے ۔ طور طریقے وہی ہیں ، سب کچھ وہی ہے ـــــ وہ اصلی تھے ، یہ نقلی ہیں ۔

بتاؤ اصل اچھا ہوتا ہے یا نقل اچھا ہوتا ہے۔ ؟ اس لئے کہتے ہیں کہ ان سے تو انگریز اچھے تھے ___ تو اصلی اور نقلی کا فرق ہوتا ہے۔ گورے اچھے ہوتے ہیں یا کالے ؟ کیا فرق ہے۔ ان کی آنکھیں نیلی اور ان کی کالی ہیں۔ تو انگریز سے ہماری دشمنی کیوں تھی۔ ؟ اس کے قانون سے اس کی حکومت سے اس کے خلاف اسلام طور طریقوں سے ہماری دشمنی تھی اور وجہ یہ تھی کہ ان کی تہذیب سے ان کے مذہب سے ان کے ظلم و تشدد سے ہمیں نفرت تھی اگر کالے چمڑے والا وہی سب کچھ کرے انہی قوانین کو اپنائے اسی تہذیب کو اختیار کرے تو اس سے بھی ہماری دوستی نہیں ہو سکتی۔ ہم اصول سے دشمنی کرتے ہیں، اشخاص سے نہیں۔ تو تیس ۳۰ سال سے آپ محنت کر رہے ہیں، آپ شاید مایوس ہو جائیں مگر آپ پھر بھی کامیاب ہیں، آپ اس راستے پر چلتے ہیں اور دین اللہ کے حکم کے مطابق نہیں آتا تو وہ اللہ جانے گا۔ ہمارا تو فرض ہے اسی راستہ پر چلتے رہنا، یہاں تک کہ خدا کا نظام قائم ہو۔ کوئی ہدایت قبول نہ کرے تو یہ اللہ کے ہاتھ میں ہے۔ تو فرمایا کہ : واللہ لا یھدی القوم الکافرین ۔

ہم بالکل مایوس نہیں ہیں جب تک جان میں جان ہے۔ یہ قافلہ رواں دواں رہے گا۔ مایوسی ہرگز نہیں، کوئی یہ بات دل میں نہ لائے کہ لوگ ساتھ نہیں دے رہے اور اب تو ساتھ بھی دے رہے ہیں تو پھر مایوسی کی کوئی بات ہی نہیں۔ بی بی سی کی معمولی سی خبریں آجاتی ہیں تو آپ کے چہرے پژمردہ ہو جاتے ہیں، اور ذرا جلوسوں کی خبریں زیادہ آئیں تو چہرے تازہ ہو جاتے ہیں ___ تو ساتھ دینے نہ دینے سے فرق پڑتا ہے۔ مگر یہ ظاہری چیزیں ہیں، آپ گھبرائیں نہیں، انشاء اللہ قافلہ منزل پہ پہنچے گا۔

لوگ پوچھتے ہیں کہ بات چیت ہو رہی ہے، میں کہتا ہوں کہ بات چیت اگر ہوئی بھی تو آپ کے مطالبات کے حق پہ ہوگی، ہم دیکھیں گے کہ کوئی سودا نہ ہو۔ قوم کی اس عظیم قربانی سے کوئی غداری نہیں کی جائے گی۔

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین ۔

مطبوعات مؤتمر المصنفین۔ سلسلہ ۵

برکۃ المغازی

(عربی)

از حضرت مولانا محمد حسن جان صاحب مدرس دار العلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک

صحیح بخاری کی کتاب الجہاد والمغازی سے متعلق اہم حدیثی مباحث، بالخصوص حدیث وصیۃ الزبیر کی حسابی تشریح، نبی کریم کے مشہور غزوات وسرایا اور ان کے نتائج اور سیرت مطہرہ کے اہم ترین واقعات کی تاریخی فہرستیں، غزوات نبوی کے نقشے اور جداول۔ اہل علم اور مدارس عربیہ کے لئے بہترین علمی تحفہ۔ ۸۸ صفحات۔ قیمت : چار روپے

مؤتمر المصنفین، اکوڑہ خٹک، ضلع پشاور